

غیر اسلامی تقریبات میں اسلامی شناخت کا تحفظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اسلام اپنی بے پایاں حکمت کے ساتھ مومن کی زندگی کے ہر پہلو کی رہنمائی کرتا ہے، چاہے وہ عبادات ہوں یا معاشرتی معاملات، تاکہ ایمان کی پاکیزگی بھی برقرار رہے اور کردار کی شرافت بھی۔ ایسے ممالک میں رہنے والے مسلمان، جیسے آسٹریلیا، اکثر ایسے سماجی یا ثقافتی موقعوں کا سامنا کرتے ہیں جن کی بنیاد اسلام پر نہیں ہوتی۔ اصل امتحان یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ حسن سلوک بھی رہے، معاشرتی رویوں میں نرمی بھی، لیکن ساتھ ہی شریعت کے مقرر کردہ حدود پر مضبوطی سے جے رہیں۔

اللہ جَعَلَنَّ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ

"اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے، سو اسی کی پیروی کرو، اور دوسرے راستوں کے چھپے نہ چلو، ورنہ وہ تمہیں اس کے راستے سے ہٹا دیں

گے۔" (سورۃ الأنعام: 153)

رسول اللہ ﷺ نے اسی سیدھی رہنمائی کی مزید وضاحت ان الفاظ سے فرمائی:

مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

"جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے، وہ انہی میں سے ہے۔" (ابوداؤد)

آپ ﷺ نے یہ اصول بھی واضح فرمایا کہ بندے کی اصل وفاداری ہمیشہ اللہ جَعَلَنَّ کے ساتھ ہونی چاہیے:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

"اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔" (مسند احمد، 1095)

ایک اور گہری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ التَّمَسَّ رِضَا اللَّهِ بِسَخَطِ النَّاسِ، وَمَنِ التَّمَسَّ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللَّهِ، سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَسْخَطَ عَلَيْهِ النَّاسُ

"جو شخص اللہ کی رضا کو لوگوں کی ناراضی پر ترجیح دے، اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کر دیتا ہے۔ اور جو اللہ کو

ناراض کر کے لوگوں کو راضی کرنا چاہے، اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے۔" (ابن حبان)

یہ تمام نصوص ہمیں ایک بنیادی حقیقت سمجھاتی ہیں: ایک مسلمان کی راہ اُسی وقت سیدھی رہتی ہے جب وہ الہی اصولوں کے تحت زندگی گزارے۔ ایسی کثیر ثقافتی معاشرت میں رہتے ہوئے، جیسے آسٹریلیا جہاں طرح طرح کی تقریبات اور رسومات سامنے آتی ہیں، لیکن ہمارا فرض ہے کہ اخلاق، نرمی اور حسن سلوک کے ساتھ رہیں، مگر اپنی اسلامی پہچان پر کوئی سمجھوتہ نہ کریں۔ مومن کی سمت ہمیشہ ایک ہی رہتی ہے: اللہ کی رضا، اس کے سیدھے راستے کی پیروی، اور ایسی مشابہت سے دوری جو اس کی شناخت کو متاثر کرے۔

ثقافت اور مذہب کے فرق کو سمجھنا

اسلام یہ بات خوب واضح کرتا ہے کہ ہر رسم و رواج، عبادت نہیں ہوتا۔ فقہائے احناف ہمیشہ اس اصول پر زور دیتے آئے ہیں کہ کسی بھی عمل کا حکم اس کی نیت، اس کے ماحول اور اس کے مفہوم سے متعین ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر معروف حنفی فقیہ امام کا سانی بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں:

"کسی عمل میں دوسری قوم کی مشابہت کا حکم اس کے مقصد سے طے ہوتا ہے۔ اگر وہ مشابہت کی نیت سے ہو تو قابلِ ملامت ہے، اور اگر کسی دنیاوی ضرورت یا عام معاشرتی چلن کے تحت ہو تو جائز رہتا ہے۔"

پس پہلا اصول یہ ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ کوئی تقریب یا رواج کسی مذہبی شناخت اور عبادت کے طور پر اپنایا جا رہا ہے؟ یا وہ محض ایک معاشرتی طریقہ ہے جس میں شرکت کی گنجائش ہو سکتی ہے؟
فقہ حنفی اس فرق کو تین واضح بنیادوں پر بیان کرتی ہے:

1- نیت:

کیا آپ اس میں شامل ہو کر ان کے مذہبی عقیدے، ان کے طریقِ عبادت یا ان کی مخصوص شناخت کو اپنانا چاہتے ہیں؟
یا صرف معاشرتی ضرورت، جیسے دفتر کی بیٹھک، محلے کا غیر مذہبی اجتماع، یا کسی خیر کے کام کے باعث وہاں موجود ہیں؟

2- طریقہ اور عملی صورت:

کیا اس سرگرمی میں کسی مذہب کی خاص عبادت، مذہبی رسومات یا ان کی مخصوص علامتیں شامل ہیں؟

3- اثر اور لوگوں کا تاثر:

کیا آپ کی شرکت سے یہ گمان پیدا ہوگا کہ آپ اپنی اسلامی شناخت چھوڑ کر کسی دوسری مذہبی پہچان کو قبول کر رہے ہیں؟ یا لوگ سمجھیں گے کہ آپ ان کے مذہبی عقیدے کا حصہ ہیں؟
مثال کے طور پر:

غیر مسلموں کی عام سماجی محفل میں شریک ہونا ایک بات ہے، اور ان کے مذہبی اجتماع یا عبادت میں شامل ہونا بالکل دوسری بات۔
حنفی فقہاء کا اصول بالکل روشن ہے: جو چیز غیر مسلموں کی مذہبی پہچان یا عبادت کی علامت ہو، اس میں مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔
لیکن جو امور محض دنیاوی، معاشرتی اور غیر مذہبی نوعیت کے ہوں، اور کسی مذہب کی پہچان سے خاص نہ ہوں، ان میں وسعت اور گنجائش ہے۔

لہذا ضروری ہے کہ ہم مذہب اور معاشرت میں فرق کو ملحوظ رکھیں۔ عام سماجی تقریبات جیسے کیک کا کاٹنا، غبارے لگانا، یا ایک عام تہذیبی مبارکباد دینا خود بخود ناجائز نہیں ہو جاتے۔ البتہ کسی اور مذہب کے واضح مذہبی تہوار میں شامل ہونا۔ جس میں ان کی عبادت، مذہبی علامتیں یا ان کی مذہبی رسومات شامل ہوں فقہ حنفی کے مطابق درست نہیں۔

دین کی حدود کو قائم رکھتے ہوئے حسن سلوک برقرار رکھنا

یہ بات خاص طور پر سمجھنے کی ہے کہ جب ہم اپنی اسلامی شناخت اور دین کی حدود کی حفاظت کرتے ہیں تو یہ رویہ نرمی، خوش اخلاقی اور سلیقے کے ساتھ ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقْتُلُوا فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوا مِّنْ دِينِكُمْ أَنَّ تَبْرُوهُمْ وَنُقَسِّطُوا إِلَيْهِمْ

"اللہ تمہیں ان لوگوں سے حسن سلوک اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کی وجہ سے لڑائی نہیں کرتے اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالتے ہیں۔" (سورہ ممتحنہ: 8)

اسی بنیاد پر حنفی فقہاء اس بات پر زور دیتے ہیں کہ غیر مسلموں کی مذہبی رسومات سے بچتے ہوئے بھی عزت، شائستگی اور خوش اخلاقی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔

اگر کسی غیر اسلامی مذہبی تقریب میں شرکت سے معذرت کرنا ہو تو نرمی، حکمت اور احترام کے ساتھ اپنی بات سمجھانی چاہیے، نہ کہ کسی حقارت یا قطع تعلق کے انداز میں۔

البتہ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ہماری گفتگو یا طرز عمل سے یہ تاثر نہ پیدا ہو کہ ہم کسی دوسرے مذہب کی عبادت یا مذہبی علامت کو قبول کر رہے ہیں۔

لہذا توازن کا راستہ یہ ہے:

- جو کام کسی دوسرے مذہب کی عبادت یا مذہبی رسومات کا حصہ ہو، اس سے انکار کیا جائے۔
- اور جو معاملہ صرف سماجی یا تہذیبی نوعیت کا ہو اور دین کے خلاف نہ ہو، اس میں شرکت کی گنجائش ہے۔
- اگر کبھی وضاحت کی ضرورت محسوس ہو۔ خصوصاً دفتر، اسکول یا کسی عوامی مقام پر۔ تو بڑے ادب سے بتا دیا جائے کہ یہ بات دینی اصول کی وجہ سے ہے، نہ کہ کسی کو کمتر سمجھنے کی وجہ سے۔
- معاشرے کے ساتھ مثبت تعلق برقرار رکھا جائے تاکہ اسلام کا حسن، توازن اور وقار دوسروں کے سامنے آئے۔

آسٹریلیا میں اقلیت کے طور پر زندگی گزارنا

آسٹریلیا ایک ایسا ملک ہے جہاں مختلف قومیں اور مختلف مذاہب رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو وہاں مختلف تہواروں، تقریبات، ثقافتی سرگرمیوں، دفتر کی محفلوں، اسکول کے پروگراموں اور عوامی میلوں میں بلایا جاتا ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ کب شرکت کی اجازت ہے اور کب رک جانا چاہیے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَن تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَبِيعَ مِلَّتَهُمْ

"یہود و نصاریٰ تم سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کے طریقے کی پیروی نہ کرو۔" (سورہ بقرہ: 120)

یہ آیت اس حقیقت کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ مسلمان کو اپنی دینی شناخت پر قائم رہنا ہے، چاہے معاشرتی معاملات میں نرمی اور خوش اخلاقی ہی کیوں نہ اختیار کی جائے۔

اس لیے آسٹریلیا جیسے ملک میں مسلمان سماجی اور شہری سرگرمیوں میں حصہ لے سکتے ہیں۔

جیسے عوامی میلوں میں جانا، دفتر کی بیٹھکیں، اسکول کے عام (غیر مذہبی) پروگرام۔

بشرطیکہ اپنے دینی اصول اور حدود محفوظ رکھیں۔

جب شرکت آزمائش بن جائے

فقہ کے بہت سے مسائل میں عمومی تقریبات میں شرکت ایک نازک امتحان بن جاتی ہے۔ نیت، اصول اور حکمت کا۔ حنفی فقہ یہ مانتی ہے کہ شدید ضرورت اور معاشرتی مجبوری بعض احکام کو نرم کر دیتی ہے۔ مثلاً بچے کے اسکول کا پروگرام ہو، یا ملازمت کی طرف سے سالانہ دعوت۔ ایسے مواقع پر مسلمان شرکت کر سکتا ہے، بشرطیکہ کسی غیر اسلامی مذہبی عمل میں شامل نہ ہو۔

علماء بشمول ابن عابدینؒ نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر تقریب صرف ایک عام سماجی اجتماع ہو، مسلمان کا کردار اس میں مذہبی نہ ہو، اور نیت صرف سماجی یا پیشہ ورانہ ہو تو شرکت جائز ہے۔ لیکن اگر تقریب میں کوئی مذہبی رسم شامل ہو، یا وہ کسی غیر مسلم مذہبی تہوار کا حصہ ہو، تو شرکت مشکل اور مشتبہ ہو جاتی ہے، کیونکہ اس سے تائید، مشابہت یا شناخت میں گڑبڑ پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

وہ نشانیاں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شرکت ناجائز حد میں داخل ہو رہی ہے:

- تقریب میں کسی دوسرے مذہب کی علامتیں، دعائیں، مذہبی نغمے، عبادت یا کوئی مذہبی رسم شامل ہو۔
 - آپ کی شمولیت سے یہ تاثر قائم ہو کہ آپ اس مذہب کے ماننے والے ہیں یا اس رسم کو قبول کرتے ہیں۔
 - تقریب میں ایسے نشانات یا علامتیں ہوں جو کسی غیر اسلامی مذہب کی پہچان ہوں۔
 - آپ کی موجودگی سے آپ کی مسلم شناخت اور دوسرے مذہب کے طریقے آپس میں گڈبڈ ہو جائیں۔
 - شرکت اختیاری ہو، لیکن اس کا دباؤ اس طرح ہو کہ آپ کی دینی شناخت متاثر ہوتی ہو۔
- اس کے برعکس، اگر تقریب صرف سماجی نوعیت کی ہو، مسلمان صرف مہمان کی حیثیت سے شامل ہو، کسی عبادت یا مذہبی عمل میں شریک نہ ہو، اور اپنی مسلمان حیثیت برقرار رکھے، تو اکثر حنفی مفتیان اسے مباح یعنی جائز قرار دیتے ہیں۔
- اصل اصول یہی ہے: مذہبی مشابہت سے بچیں، اور سماجی زندگی میں خوش اخلاقی کے ساتھ حصہ لیں۔

رہنمائی کے بنیادی اصول

یہ اصول حنفی نقطہ نظر سے اخذ کیے گئے ہیں، خصوصاً ایسے ملک کے لیے جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں:

• شرک یا کسی بھی مذہبی مشابہت سے مکمل بچیں

ایسے کام صریح حرام ہیں۔

• دوسرے مذاہب کی عبادت یا مذہبی رسومات میں شامل ہونے سے بچیں

خواہ صرف دیکھنے کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ یہ کم از کم مکروہ تحریمی (سخت ناپسندیدہ و قریب حرام) ہے۔

• اگر کسی تقریب میں نہ کوئی مذہبی علامت ہو، نہ عبادت، اور شرکت صرف سماجی یا پیشہ ورانہ ہو

تو ایسی شرکت مباح ہے، بشرطیکہ نیت صاف ہو اور مسلمان شناخت متاثر نہ ہو۔

• دعوت کو رد کرتے وقت نرمی اور خوش اخلاقی ملحوظ رہے

• انکار اصول کی بنیاد پر ہو، نہ کہ بدتمیزی یا تلخی پر، اور مناسب ہو تو وجہ بھی وضاحت سے بیان کی جائے۔

• اپنی اسلامی خوشیوں اور عیدین کو عزت دیں

تاکہ ہمارے بچے اپنی شناخت اسلامی ماحول میں محسوس کریں اور غیر اسلامی تہواروں کی طرف نہ مائل ہوں۔

• معاشرے میں باوقار طریقے سے رہیں۔
پڑوسیوں، ساتھیوں اور دوستوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھیں، مگر اپنی دینی حدود قائم رکھتے ہوئے۔

• ہر عمل میں نیت کا جائزہ لیں
کیا یہ کام اللہ کی رضا کے لیے ہے یا صرف لوگوں میں گھلنے ملنے کے لیے؟
محض دوسروں کی تقالی کے لیے کیا گیا عمل قابلِ ملامت ہو جاتا ہے۔

حکمت اور توازن کی روح

اسلام کا مقصد ہی اعلیٰ اخلاق کو کامل کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"میں تو بھیجا ہی اس لیے گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کر دوں۔" (مسند احمد)

لہذا اسلامی حدود کا خیال رکھنا تنگ نظری، بے جا سختی، تنہائی اختیار کرنے یا دوسروں پر بدگمانی کا نام نہیں۔ اصل راستہ حکمت، وقار اور احترام کے ساتھ زندگی بسر کرنا ہے۔

آسٹریلیا میں رہنے والا مسلمان اس بات کا پابند نہیں کہ وہ خود کو معاشرے سے کاٹ لے۔ بلکہ اسے یہ سکھایا گیا ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئے، معاشرے کا فائدہ مند فرد بنے، اپنے دین کے حسن کو کردار سے ظاہر کرے، اور ایسی حدیں قائم رکھے جن سے اس کی اسلامی شناخت محفوظ رہے۔

حنفی نقطۂ نظر دو بنیادی پہلوؤں پر قائم ہے:

(۱) اپنی شناخت کا استحکام

ہماری اپنی خوشیاں ہیں، اپنے دینی مراسم ہیں، اپنے اقدار ہیں۔ جب ہم اپنی شناخت کو مضبوطی سے تھام لیتے ہیں، تو ہمیں دوسروں کے تہوار یا رسمیں اپنانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ یوں تعلق اور پہچان کی تلاش میں ہم دوسروں کے طریقوں کی طرف نہیں جھکتے۔

(۲) محبت بھرا میل جول

مسلمان دوسروں کے ساتھ نرمی، حسنِ اخلاق اور خیر خواہی سے پیش آتا ہے۔ جہاں بات صرف سماجی روابط کی ہو، وہاں مناسب حد تک شرکت بھی کرتا ہے، اور وسیع معاشرے میں اپنا مثبت کردار ادا کرتا ہے۔ مگر اپنے دین کی حدود کو چھیڑے بغیر اور اپنی شناخت کو کمزور کیے بغیر۔
اسی توازن میں مسلمان کی اصل خوبصورتی نمایاں ہوتی ہے:
نہ ایسا گوشہ نشین بن جانا کہ معاشرہ اس سے کٹ جائے،
اور نہ ایسی اندھی پیروی کہ اپنی پہچان ہی مٹ جائے۔

بلکہ اسلام پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے دنیا میں باوقار اور مثبت کردار کے ساتھ جینا یہی ایک سچے مومن کی شان ہے۔

حاصلِ بحث

غیر اسلامی تہواروں میں شرکت کا حکم محض "ہاں" یا "نہیں" کی صورت میں نہیں بیان کیا جاسکتا۔ اس کا دار و مدار نیت، ماحول اور تقریب کے مضمون پر ہوتا ہے۔

اگر کسی عمل میں کسی دوسری قوم یا مذہب کی مخصوص مذہبی مشابہت شامل ہو، تو وہ حرام ہے۔

اگر اس میں ایسی مشابہت کا اندیشہ ہو جو مسلمان کی شناخت کو مشکوک بنا دے، تو وہ مکروہ تحریمی (انتہائی ناپسندیدہ، ممنوع کے قریب) ہے۔ اور اگر کوئی دعوت یا تقریب صرف سماجی یا پیشہ ورانہ نوعیت کی ہو، جس میں کوئی مذہبی علامت شامل نہ ہو، تو ایسی صورت میں شرکت جائز ہے۔ اسی طرح کسی ایسی محفل یا جشن میں جانا جہاں شراب نوشی ہو رہی ہو، ناجائز موسیقی ہو، مرد و عورت کا مخلوط ماحول ہو، یا حرام کھانے پیش کیے جا رہے ہوں ایسی جگہیں مسلمان کی عزت نفس اور دینی پہچان دونوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ ایسی تقریبات میں شرکت حرام ہے۔

البتہ اگر کسی دفتری ضرورت یا مجبوری کی وجہ سے جانا ناگزیر ہو، تو اجازت صرف اتنی ہے کہ:

- تھوڑی دیر کے لیے رسمی حاضری دے کر واپس آجائے، نگاہ پر قابو رکھے، کوئی چیز نہ کھائے، ناجائز امور سے پوری طرح بچ کر رہے، اور صرف ضرورت کی حد تک وہاں رکے، بلا وجہ میل جول نہ کرے۔

اسی طرح تہواروں کے دنوں میں بازاروں اور تجارتی مراکز میں متعدد غیر اسلامی سرگرمیاں ہوتی ہیں، جیسے مختلف مذاہب سے منسوب شخصیات کے ساتھ بچوں کی تصویریں بنوانا وغیرہ۔ مسلمانوں کے لیے ان سرگرمیوں میں شریک ہونا یا اپنے بچوں کو اس میں شامل کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ عملی طور پر غیر اسلامی رسوم کی تائید شمار ہوتا ہے اور مسلمان کی دینی شناخت سے متصادم ہے۔ آسٹریلیا جیسے ممالک میں مسلمان اقلیت ہیں۔ ایسی صورت میں اصل راہ اعتدال ہے:

معاشرے کا مثبت حصہ بنیں، اچھے شہری اور اچھے ہمسائے رہیں، مگر اپنی اسلامی شان، حدود اور پہچان کو بھی پوری مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ قرآن مجید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ

"جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے، تو بے شک یہ دلوں کے تقویٰ میں سے ہے۔" (سورہ الحج: 32)

اور آخر میں یہ دعا:

اللَّهُمَّ ثَبِّثْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ

"اے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں حکمت کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق دے، اپنے بچوں کو اسلام کے دائرے میں خوشی دینے کی سمجھ عطا فرمائے، اور ہمیں اپنے ماحول میں حسنِ اخلاق، خیر خواہی اور وقار کے ساتھ جینے والا مسلمان بنائے۔ ایسا مسلمان جو معاشرے میں جیتا بھی ہو اور اپنی پہچان بھی روشن رکھے۔

حوالہ جات

- امام کا سانی - بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد 6 • ابن عابدین - رد المحتار علی الدر المختار، جلد 6 • امام ابو داود - سنن ابی داود، کتاب اللباس
- تشبہ اور عرف کے متعلق حنفی فقہی فتاویٰ: عصری فتاویٰ (مثلاً مفتی تقی عثمانی - فتاویٰ عثمانیہ)

تحریر: مولانا عبیر الحسن تھانوی

تدوین و ترتیب: مولانا اشفاق اکبر، ڈاکٹر اکرام اللہ احمد